ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت اللہ تعالیٰ

وقت 5-7 منٹ

”تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ“

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّھَارِ وَتُوۡلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیۡلِ ۫ وَتُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَتُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَتَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ (آل عمران:27-28)

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دُعا کیجئے قبول ہے آج

(درثمین)

معزز سامعین! مجھے آج اللہ عزّوجلّ کی ایک صفت تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ (آل عمران:28) پر گفتگو کرنی ہے۔اِس کی وجہ تسمیہ یہ بنی کہ برطانیہ میں میری رہائش کے قریب ”دی فلپس میموریل پارک“ ہے۔ جس کا میرا قریباً روزانہ ہی واک کرتے وزٹ ہوتا ہے۔ واک کے دوران پارک میں ایک تن آور درخت سطح زمین کے اوپر سے کٹ کر سطح زمین پر گرا پڑا نظر آتا ہے۔ جس پر پھپھوندی لگی تو نظر آتی ہے لیکن اِس کے تنے سے کئی جگہوں پر سرسبز شاخیں نکل کر الگ سے کئی درخت بن رہے ہیں۔ جلسہ سالانہ برطانیہ 2026ء پر میرے بڑے داماد عزیزم عامر محمود اعوان کا جب اِس تنے کے قریب سے گزر ہوا تو آپ نے مجھے اس مُردہ درخت سے زندگی کے آثار کی نشان دہی کر کے سورۃ آل عمران کی آیت 28 کا حصّہ وَتُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ کی طرف توجہ دلائی۔ جس سے ایک مضمون اُبھر کر سامنے آنے لگا۔ اتفاق سے انہی دنوں جلسہ گاہ حدیقۃ المہدی جاتے ہوئے A3 کے برلب سڑک پڑے اِسی طرح ایک مُردار تنے سے شاخیں نکلی دیکھنے کو ملی۔ جس سے میری سوچ کو تائید ملی۔ خاکسار نے وقت نکال کر ”دی فلپس میموریل پارک“ میں پڑے اِس تنے کو غور سے جا کر دیکھا کہ کہیں تنا ٹوٹتے وقت اِس کا کچھ حصّہ زمین میں رہ جانے والے تنے کی جڑھ کے ساتھ تو نہیں رہ گیا تو دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ اِس تنے کا کوئی حصّہ جڑھ کے ساتھ نہیں جُڑا ہوا اور جڑھ والا حصّہ بھی سوکھ گیا ہوا ہے اَور تنے کو دیمک نے کھایا ہوا ہے مگر اِس مُردہ اور بے جان تنے سے جاندار زندگی نمایاں ہو رہی ہے۔

سامعین! یہی وہ عظیم اور دلچسپ مضمون ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی آیت 28 میں وَتُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ میں بیان فرمایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل اِن دو آیات کا احاطہ کیا جائے جن کی تلاوت خاکسار تقریر کے آغاز میں کر آیا ہے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

”تُو کہہ دے اے میرے اللہ! سلطنت کے مالک! تُو جسے چاہے فرمانروائی عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے فرمانروائی چھین لیتا ہے اور تُو جسے چاہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یقیناً تُو ہر چیز پر جسے تُو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ تُو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تُو مُردہ سے زندہ نکالتا ہے اور زندہ سے مُردہ نکالتا ہے اور تُو جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔“

اِن دو آیات بالخصوص دوسری آیت یعنی آیت 28 میں بیان اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات کے ذکر میں اُس کی طرف سے زندگی اور موت دینے کا ذکر ہے۔ جن کو ہم یوں تقسیم کر سکتے ہیں۔

1۔ تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّھَارِ کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔

2۔ وَتُوۡلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیۡلِ کہ وہ دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔

3۔ وَتُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ کہ مُردہ سے زندہ نکالتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ وہ بے جان سے جان دار نکالتا ہے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ تُو ہی بے جان سے جان دار بنائے اور لکھا ہے کہ زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے۔ یعنی بے قوّتوں کو قوّت دار کردے۔

4۔ وَتُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ کہ زندہ سے مُردہ نکالتا ہے۔

5-وَتَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ کہ تو جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔

سامعین! اِس آیت کے پانچوں حصّوں میں اِس امر کا واضح ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ زندگی عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو 104 صفات بیان ہوئی ہیں۔ اُن میں سے سات صفات کا تعلق زندگی دینے سے ہے۔ جیسے اَلۡحَیُّ، اَلۡمُحۡیِیۡ، اَلۡبَارِئُ، اَلۡخَالِقُ، اَلۡمُصَوِّرُ، خَالِقُ الۡحَبِّ وَالنَّوٰی اور بَدِیۡعٌ۔

یہ مضمون بہت وسیع و عریض ہے۔ گو بالعموم اللہ تعالیٰ کی 104 صفات بیان ہوتی ہیں وگرنہ کائنات، اُس کی تخلیق اور آئے روز اِس میں ہونے والے واقعات کو دیکھیں ہر صفت اپنے اندر بے شمار الٰہی صفات کو سمیٹے ہوئے ہے۔ ہم ہر روز دن کے ظاہر ہونے اور رات میں اندھیرا چھا جانے کے نظّارہ کو دیکھتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے اس نظام کو روزانہ ہی مشاہدہ کرتے ہیں، غور بھی کرتے ہیں، یہی وہ زندگی اور مَوت ہے جس کے آغاز اور اختتام پر ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَللّٰھُمَّ بِاسۡمِكَ اَمُوۡتُ وَاَحۡیَا اور بیدار ہوتے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَحۡیَانَا بَعۡدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیۡہِ النُّشُوۡرُ کی دُعا سکھلا کر اللہ تعالیٰ کے شکر ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہم صبح بیدار ہو کر اکثر اِس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ شکر الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نئی زندگی عطا کی ہے۔ نیند کو عارضی موت قرار دیا گیا ہے۔ پیدائش کا سارا نظام اِسی حیات کی طرف عکاسی کرتا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کی اِن صفات میں ملتا ہے۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر لیٹتے تو آپؐ اپنے ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر دعا کرتے: اَللّٰھُمَّ بِاسۡمِكَ اَمُوۡتُ وَاَحۡیَا۔ کہ اے اللہ! تیرے نام سے ہی مَیں مرتا ہوں اور جیتا ہوں۔ جب آپؐ جاگتے تو دعا کرتے: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَحۡیَانَا بَعۡدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیۡہِ النُّشُوۡرُ۔ کہ سب حمد اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں زندہ کیا بعد اس کے کہ ہمیں مارا تھا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

(مسند الامام احمد بن حنبل مسند حذیفہ بن الیمان جلد 7 صفحہ 705 حدیث: 23675)

سامعین! اِسی مضمون کو ہم آج کے دَور میں وجود میں آنے والی اَنگنت نامراد بیماریوں سے شفا کی صورت میں دیکھتے ہیں۔ ایسے مریض جن کو ڈاکٹرز لاجواب قرار دے کر گھروں کو واپس بھیج دیتے ہیں۔ اُن میں بھی اللہ تعالیٰ زندگی کی رمق دوڑا دیتا ہے۔ ابھی حال ہی کے جلسہ سالانہ برطانیہ 2026ء میں مجھے تین دوست ایسے ملے جنہوں نے مجھے بتایا کہ مَیں کینسر کے مرض میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹرز نے جواب دے کر گھر بھجوا دیا تھا مگر حضرت خلیفۃ المسیح کی دُعاؤں سے مجھے اعجازی طور پر شفا ہوئی۔ ایک نے تو مجھے بتایا کہ مَیں موت کے مُنہ سے واپس آیا ہوں۔ احمدی ڈاکٹرز کا توکّل تو اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ وہ آخری وقت تک اِس امید سے علاج کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ضرور فضل کرے گا اور زندگی عطا کرے گا مگر دنیاوی ڈاکٹرز تو بعض مریضوں کے علاج پر بے بس دکھلائی دیتے ہیں اور اپنے ہی مریض جس کو جواب دے چکے ہوتے ہیں جب صحت کی حالت میں دیکھتے ہیں تو حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔ جسے دیکھ کر بعض دہریہ، مشرک ڈاکٹرز بھی خدا پر ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک واقعہ اس نوعیت کا یوں بیان فرمایا ہے:

"پانچواں نشان جو ان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو درحقیقت احیائے موتیٰ میں داخل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبد الکریم نام ولد عبد الرحمن ساکن حیدر آباد دکن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے، قضاء و قدر سے اس کو سگِ دیوانہ کاٹ گیا۔ (یعنی ہلکایا کتّا کاٹ گیا)۔ ہم نے اس کو معالجہ کے لئے کسولی بھیج دیا۔ چند روز تک اس کا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا۔ تھوڑے دن گزرنے کے بعد اس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کُتّے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہو گئی۔ تب اس غریب الوطن عاجز کے لئے میرا دل سخت بے قرار ہوا اور دعا کے لئے ایک خاص توجہ پیدا ہو گئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مر جائے گا۔ ناچار اُس کو بورڈنگ سے باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیج دی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اُس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اُس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں۔ مگر اس غریب اور بے وطن لڑکے کے لئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہو گئی اور میرے دوستوں نے بھی اس کے لئے دعا کرنے کے لئے بہت ہی اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابلِ رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مر گیا تو ایک بڑے رنگ میں اس کی موت شماتتِ اعداء

کا موجب ہو گی۔ تب میرا دل اس کے لئے سخت درد اور بیقراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مُردہ زندہ ہو جائے۔ غرض اس کے لئے اقبال علی اللہ کی حالت میسّر آ گئی اور جب وہ توجہ انتہا تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلّط میرے دل پر کر لیا تب اس بیمار پر جو در حقیقت مُردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یکدفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رخ کیا اور اس نے کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اس کو پانی دیا گیا تو اس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی۔ یہاں تک کہ چند روز تک بکلّی صحت یاب ہو گیا۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 480-481)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سردار نواب محمد علی خان صاحب، رئیسِ مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبد الرحیم خان ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی گویا مُردے کے حکم میں تھا۔ اُس وقت مَیں نے اُس کے لئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے۔ تب میں نے جنابِ الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی میں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذنِ الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے۔ تب مَیں خاموش ہو گیا۔ بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا "اِنَّکَ اَنْتَ الْمَجَازُ" یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ تب مَیں نے بہت تضرّع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا اور آثارِ صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدّتِ دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر آیا اور تندرست ہو گیا اور زندہ موجود ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 229،230)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ ایک آریہ ملاوامل نام مرض دق میں مبتلا ہو گیا اور آثار نومیدی ظاہر ہوتے جاتے تھے اور اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک زہریلا سانپ اُس کو کاٹ گیا وہ ایک دن اپنی زندگی سے نومید ہو کر میرے پاس آ کر رویا میں نے اُس کے حق میں دعا کی تو جواب آیا قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہو جا۔ چنانچہ بعد اس کے وہ ایک ہفتہ میں اچھا ہو گیا۔ اور اب تک وہ زندہ موجود ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ 227 مگر یقین ہے کہ اُس کی گواہی کے لئے بھی حلف کی ضرورت پڑے گی۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 277)

حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

"جن دنوں میں 4/اپریل 1905ء کا زلزلہ واقع ہوا تھا۔ اُس وقت چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو خبر ملی تھی کہ اسی زلزلہ پر حصر نہیں اور بھی زلزلے آئیں گے۔ اِس لئے میں مصلحتاً باغ میں مع عیال و اطفال اور اکثر اپنی جماعت کے لوگوں کے چلا گیا تھا اور وہاں ایک بڑے میدان میں دو خیمے لگا کر ہم بسر کرتے تھے اُنہیں دنوں میں میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہو گئے تھے کسی وقت تپ مفارقت نہیں کرتا تھا اور کھانسی ساتھ تھی۔ میرے مخلص دوست مولوی حکیم نور دین صاحب علاج کرتے تھے مگر فائدہ محسوس نہ ہوتا تھا یہاں تک نوبت پہنچی کہ نشست و برخاست سے عاری ہو گئی چارپائی پر بٹھا کر خیمہ میں شام کے وقت عورتیں لے جاتی تھیں اور صبح چارپائی پر باغ میں لے آتی تھیں اور دن بدن جسم لاغر ہوتا جاتا تھا۔ آخر میں نے توجہ سے دُعا کی تب الہام ہوا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ یعنی میرا رب میرے ساتھ ہے عنقریب وہ مجھے بتلا دے گا کہ مرض کیا ہے اور علاج کیا ہے اس الہام سے چند منٹ بعد ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ بیماری بباعث حرارتِ جگر ہے اور دل میں ڈالا گیا کہ کتاب شفاء الاسقام کا نسخہ اس کے لئے مفید ہو گا سو وہ نسخہ بنایا گیا اور وہ قرص تھے۔ جب تین یا چار قرص کھائے گئے تو ایک دن صبح کے وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ عبد الرحمن نام ایک شخص ہمارے مکان میں آیا ہے اور وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ بخار ٹوٹ گیا۔ اور یہ عجیب قدرت الٰہی ہے کہ ایک طرف یہ خواب دیکھی گئی اور دوسری طرف جب میں نے نبض دیکھی تو بخار کا نام و نشان نہ تھا پھر یہ الہام ہوا۔

تو در منزل ما چو بار بار آئی
خدا ابرِ رحمت بباريد يانے

اُس پیشگوئی کی بھی ایک جماعت گواہ ہے جس کا جی چاہے دریافت کرلے۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 289-290)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب ہم بہار کی موسم میں 1905ء میں باغ میں تھے تو مجھے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ اُس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا۔ اِس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ سید مہدی حسین صاحب جو ہمارے باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں اُن کی بیوی سخت بیمار ہوگئی۔ وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو مُنہ اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھی بیمار تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی پھر بعد وضع حمل جو باغ میں ہوا اس کی حالت بہت نازک ہوگئی اور آثار نومیدی ظاہر ہوگئے اور میں اُس کے لئے دعا کرتا رہا آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اُس کو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 378)

سامعین! اس آیت میں بیان مادّی مضمون سے نکل کر روحانی مضمون کی طرف آئیں تو ہماری دلچسپی میں اس قدر اضافہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے روحانی نظام پر نہ صرف یقین بڑھتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان مضبوط ہوتا اور نبوّت و خلافت کے نظام پر یقین بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس روحانی نظام کے تحت اللہ تعالیٰ اسلام اور دین سے دُور ہٹے، اسلام کو بُرا بھلا کہنے والے لوگوں میں ایمان کو جلا بخشتا ہے اور اُن کی مُردنی کیفیت میں روحانی زندگی آجاتی ہے۔ ہم آئے روز ایسے لوگوں کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ خدا سے دُور جاچکے تھے، اللہ کی عبادت سے نفرت ہوچکی تھی، نمازیں تو کیا اِس کا نام سننا پسند نہ کرتے تھے۔ قرآن کریم سے دُور جاچکے تھے مگر تبلیغ و نصیحت اور تذکیر کے دائمی سلسلے سے وہ از سرِ نو جماعت اور اسلام سے جُڑ گئے ہیں۔ وہ گوبر سے ہیرے اور سونے کی ڈلی بن گئے۔ ہم اِس میں صحابہ رسولؐ اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثال دے سکتے ہیں۔ حضور علیہ السلام صحابہ رضوان اللہ علیہم کے اِسی ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

نَهَبَ اللِّئَامُ نُشُوْبَهُمْ وَ عِقَارَهُمْ
فَتَهَلَّلُوْ بِجَوَاهِرِ الْفُرْقَانِ
كَسَحُوْابُيُوْتَ نُفُوْسِهِمْ وَتَبَادَرُوْا
لِتَمَتُّعِ الْاِيْقَانِ وَالْاِيْمَانِ
صَادَفْتَهُم قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً
فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيْكَةِ الْعِقْيَانِ
حَتّٰى انْثَنٰى بَرٌّ كَمِثْلِ حَدِيْقَةٍ
عَذْبِ الْمَوَارِدِ مُثْمِرِ الْاَغْصَانِ

یعنی رذیل لوگوں نے اُن (صحابہ) کے مال اور جائیداد کو لوٹ لیا مگر اس کے عوض قرآن کے موتی پاکر اُن کے چہرے چمک اُٹھے۔ انہوں نے اپنے نفس کے گھروں کو خوب صاف کیا اور یقین و ایمان کی دولت سے فائدہ اُٹھانے کے لئے آگے بڑھے۔

تُو نے اِن ہیں گوبر کی طرح ذلیل قوم پایا تو تُو نے انہیں خالص سونے کی ڈلی کی مانند بنادیا۔ یہاں تک کہ خشک ملک اُس باغ کی مانند ہوگیا جس کے چشمے شیریں ہوں اور جس کی ڈالیاں پھل دار ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جاننا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ نے اس بات کو بڑے پُر زور الفاظ سے قرآن شریف میں بیان کیا ہے کہ دنیا کی حالت میں قدیم سے ایک مدّ و جزر واقعہ ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا ہے: تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ تُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ یعنی اے خدا! کبھی تو رات کو دن میں اور کبھی دن کو رات میں داخل کرتا ہے یعنی ضلالت کے غلبہ پر ہدایت اور ہدایت کے غلبہ پر ضلالت کو پیدا کرتا ہے اور حقیقت اس مدّ و جزر کی یہ ہے کہ کبھی بامر اللہ تعالیٰ انسانوں کے دلوں میں ایک صورت انقباض اور محجوبیت کی پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا کی آرائشیں ان کو عزیز معلوم ہونے لگتی ہیں اور تمام ہمتیں ان کی اپنی دنیا کے درست کرنے میں اور اس کے عیش حاصل کرنے کی طرف مشغول ہو جاتی ہیں۔ یہ ظلمت کا زمانہ ہے جس کے انتہائی نقطہ کی رات لیلۃ القدر کہلاتی ہے اور وہ لیلۃ القدر ہمیشہ آتی ہے مگر کامل طور پر اس وقت آئی تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا دن آ پہنچا تھا کیونکہ اس وقت تمام دنیا پر ایسی کامل گمراہی کی تاریکی پھیل چکی تھی جس کی مانند کبھی نہیں پھیلی تھی اور نہ آئندہ کبھی پھیلے گی جب تک قیامت نہ آوے۔ غرض جب یہ ظلمت اپنے اس انتہائی نقطہ تک پہنچ جاتی ہے کہ جو اس کے لئے مقدّر ہے تو عنایت الٰہیہ تنویر عالم کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کوئی صاحب نور دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا جاتا ہے اور جب وہ آتا ہے تو اس کی طرف مستعد روحیں کھینچی چلی آتی ہے اور پاک فطرتیں خود بخود روبحق ہوتی چلی جاتی ہیں اور جیسا کہ ہرگز ممکن نہیں کہ شمع کے روشن ہونے سے پروانہ اس طرف رخ نہ کرے ایسا ہی یہ بھی غیر ممکن ہے کہ بروقت ظہور کسی صاحب نور کے صاحب فطرت سلیمہ کا اس کی طرف بارادت متوجہ نہ ہو۔ ان آیات میں جو خدائے تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے، جو بنیادِ دعویٰ ہے اُس کا خلاصہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت ایک ایسی ظلمانی حالت پر زمانہ آ چکا تھا کہ جو آفتاب صداقت کے ظاہر ہونے کے متقاضی تھے۔“

(براہینِ احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 645-647)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

”تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ: وہ چاہے تو جن کے گھر غموں کی اندھیری ہے وہاں آرام کا دن بڑھا دے اور چاہے تو جہاں راحت کی روشنی ہے وہاں دکھوں کی تاریکی کر دے۔ وہ چاہے تو بُروں سے بھلے اور بھلوں سے بُرے بنا دے۔ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل کرے، یہ دعا نبی کریم وصحابہؓ نے مانگی۔ خدا نے ان کو عزّت دی۔ نیک وممتاز انسان بنایا۔

یہاں جہاد کے متعلق یہ ہدایت کی ہے کہ دُعا ضروری ہے پھر افتراء نہ کرے۔ خدا تعالیٰ کا صریح نافرمان نہ ہو۔“

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان 27 مئی 1906ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

”آئیوری کوسٹ کے ایک گاؤں شِنالا (Shinala) کے بےما (Bema) صاحب نے لوگوں کے سامنے ایک عجیب واقعہ بیان کیا۔ کہتے ہیں عرصہ بیس سال قبل خاکسار سخت بیماری میں مبتلا ہوا۔ مرگی کے دورے پڑنے لگے۔ ہر ممکن علاج کیا۔ ذرا بھی افاقہ نہ ہوا۔ شہر کے ایک عامل نے کچھ تعویذ گنڈے دیتے ہوئے کہا کہ اِن کو کمر سے باندھ لو، یہی تمہاری بیماری کا علاج ہیں۔ اُنہی ایام میں کشف کی حالت میں ایک بزرگ آئے اور کہا کہ تم نے یہ کیا پہنا ہوا ہے اُسے اتار ڈالو۔ تو میرے دل میں بہت زور سے احساس پیدا ہوا کہ یہ بزرگ امام مہدی ہیں۔ میں نے کمر سے باندھے تعویذ گنڈے اُتار ڈالے۔ اُسی روز خدا تعالیٰ نے مجھے شفا سے نواز دیا۔ اُس دن سے آج تک مجھے کبھی مرگی کا دورہ نہیں پڑا۔ میں تو اُسی روز سے امام مہدی کو قبول کر کے اُن کی تلاش میں تھا۔ آپ لوگ آئے اور امام مہدی کی باتیں کی ہیں تو میں سمجھا ہوں کہ امام مہدی مل گئے ہیں۔ پھر اُن کو ہمارے مبلغ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، خلفاء کی تصاویر دکھائیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے فوراً کہا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جو مجھے خواب میں ملے تھے اور تعویذ گنڈے سے منع کیا تھا۔ تو یہ سب خرافات جو ہیں آجکل کے مولویوں نے، پیروں فقیروں نے کمائی کے لئے شروع کی ہوئی ہیں۔ اِن خرافات کو ختم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہیں، تبھی تو آپ کا نام مہدی بھی رکھا گیا...

شام سے ایک دوست مصطفی حریری صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں ایک سادہ انسان ہوں، پڑھ لکھ نہیں سکتا اور نہ ہی میرے پاس کوئی وسائل ہیں۔ گزشتہ چار ماہ میں مَیں نے بہت سی خوابیں دیکھی ہیں کہ میری روح قبض کی جا رہی ہے۔ آخری خواب میں میں نے دیکھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم طرطوس شہر میں تشریف لائے ہیں اور ہمارے گھر کے ہی ایک کمرے میں تشریف فرما ہیں جس کا اصل میں ایک ہی دروازہ ہے لیکن مجھے خواب میں اُس کے دو دروازے نظر آئے۔ ایک مغرب کی طرف اور دوسرا قبلے کی طرف۔ میرے والد صاحب اس دروازے پر کھڑے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرو۔ میں نے سلام عرض کیا۔

جب میں نے مصافحہ کیا تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ٹھنڈی ہوا کا جھونکا میرے دل میں داخل ہوا اور اطمینانِ قلب نصیب ہوا۔ میں نے نظر اُٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں موجود ہیں۔ احمدیت قبول کرنے کے بارہ میں میں نے استخارہ کے بعد جس میں مَیں نے خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگی تھی کہ اے خدا! میں ایک سادہ اَن پڑھ انسان ہوں، مجھے حق دکھا تو خدا تعالیٰ نے میرے عمل مجھے دکھائے جو اچھے نہیں تھے کیونکہ میں نماز کا بھی پابند نہ تھا۔ اس کے بعد مَیں نے اپنے آپ کو اپنی والدہ کے ساتھ قبرستان میں دیکھا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام میری روح قبض کرنے آئے ہیں اور انہوں نے میری گردن پر ٹھوکر ماری ہے جس سے میری گردن پر ایک مُہر کا نشان پڑ گیا ہے۔ اُس کے بعد میں وہاں سے چل پڑا حتی کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا اور میں نے اُسے تعجب سے کہا کہ میری گردن پر امام مہدی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ تو اُس نے کہا یہ نشان میری گردن پر بھی ہے اور یہ بیعت کی مہر ہے...

اللہ تعالیٰ ان تمام مخلصین اور ان تمام سعید روحوں کو جو ہر سال صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر جماعت احمدیہ میں شامل ہوتی ہیں، جن کو ہر سال اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے، ہمیشہ استقامت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ایمان اور یقین میں ان کو ترقی عطا فرمائے اور ہم میں سے بھی ہر ایک کے ایمان اور ایقان کو بڑھائے اور ہمیں زمانے کے امام کی حقیقی پیروی کرنے والا بنائے۔ اور ہم بھی اُن برکات سے حصہ لینے والے ہوں، اُن انعامات سے حصہ لینے والے ہوں جس کا فیضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے۔"

(خطبہ جمعہ 3/ جون 2011ء)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡